خواتین کے بعض مسائل ومعاملات

سورۃ النور کی روشنی میں

علامہ محمد عابد نعمان شامی

’’جماعت کے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ عورتوں کی امامت ہے۔امام شافعی کے نزدیک عورت کاعورتوں کونماز پڑھانااوران کاباجماعت پڑھناجائز ہے امام احمد کے اس مسئلہ میں دوقول ہیں:ایک قول یہ ہے کہ عورتوں کی جماعت مستحب ہے اوردوسراقول یہ ہے کہ غیرمستحب ہے امام مالک کے نزدیک عورتوں کاعورت کی اقتدامیں نماز پڑھناناجائز ہے۔امام ابوحنیفہ کے نزدیک عورت کاعورتوں کے لئے امام ہونامکروہ تحریمی ہے ہرچندکہ امام احمداورامام شافعی کے نزدیک عورت کاعورتوں کے لئے امام ہوناجائز ہےلیکن انہوں نے یہ تصریح کی ہے کہ عورتوں کامردوں کے لئے امام ہوناناجائز ہے اورمردوں کے لئے عورت کی امامت باطل ہونے پرائمہ اربعہ کااجماع ہے،،۔

عورت کی امامت کے بارے اصل یہ حدیث ہے:

’’عبدالرحمٰن بن خلاد سے روایت ہے:ام ورقہ بنت نوفل بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب غزوہ بدر کے لئے تشریف لے جانے لگے تومیں نے ان سے عرض کیا:یارسول اللہ ﷺ! مجھے اپنے ساتھ جہادمیں جانے کی اجازت عنایت فرمائیں ،میں بیماروں کی تیمارداری کروں گی،شایداللہ تعالی مجھے شہادت عطافرمادے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اپنے گھرمیں سکون سے رہو،اللہ عزوجل آپ کویقیناً شہادت عطافرمائے گاعبدالرحمٰن بن خلاد کہتے ہیں کہ انہیں لوگ ’’شہیدہ،، کہہ کرپکارتے تھے۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں:ام ورقہ بنت نوفل نے قرآن پڑھاہواتھا،توانہوں نے نبی ﷺ سے اجازت مانگی کہ وہ اپنے گھرمیں ایک موذن رکھ لیں،آپ ﷺ نے انہیں اس کی اجازت دے دی۔

عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ ام ورقہ کاایک غلام اورایک باندھی تھی،ان دونوں کوانہوں نے مدبر بنالیاتھا(یعنی یہ کہاکہ میری موت کے بعدتم دونوں آزادہوگے)،ایک رات وہ دونوں کھڑے ہوئے اوران کی چادرمیں انہیں لپیٹ کردبوچ لیا،یہاں تک کہ وہ وصال فرماگئیں اوروہ دونوں بھاگ

گئے۔صبح کے وقت جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوان کے قتل کی اطلاع ملی توانہوں نے لوگوں سے کہا:جس شخص کوان دونوں کے بارے میں کچھ معلوم ہویا جس نے ان دونوں کودیکھا ہو،وہ انہیں پکڑ کرلے آئے(قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس قتل کااعتراف کرلیا تھا)،توحضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم پران دونوں کوسولی پر چڑھادیا گیااور مدینہ منورہ میں یہ پہلے دوشخص تھے جنہیں سولی چڑھایا گیا۔

(نوٹ):اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جو''شہیدہ،،قرار دیا تھا،آپ ﷺ کی یہ بشارت پوری ہوئی اورانہیں ان کے مدبر غلام اور باندھی نے ظلماً قتل کردیا)،،......اگلی حدیث میں عبدالرحمٰن بن خلاد بیان کرتے ہیں:اوررسول اللہ ﷺ ام ورقہ بن نوفل سے ملنے ان کے گھر جایا کرتے تھے اورآپ ﷺ نے ان کے لئے ایک موذن مقرر کردیا تھااورانہیں حکم فرمایا کہ اپنے گھر والوں کی امامت کیا کریں......عبدالرحمٰن بن خلاد بیان کرتے ہیں:میں نے دیکھا کہ ان کا موذن ایک بوڑھا شخص تھا۔[1]

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

''رائطہ حنفیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرض نمازوں میں عورتوں کی امامت کی اوران کے وسط میں کھڑی ہوئیں،،۔

عطاء بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اذان دیتی تھیں،اقامت کہتی تھیں اورعورتوں کی امامت کرتی تھیں اوران کے وسط میں کھڑی ہوتی تھیں،،۔[2]

اس طرح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عورتوں کی امامت کی روایت بھی سنن کبری میں موجود ہے اورعبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عورت،عورتوں کی امامت کرے اوران کے وسط میں کھڑی ہو۔

اس پرسب کااجماع ہے کہ عورت مردوں کی امامت نہیں کرسکتی اورجمعہ کی امامت بھی نہیں کرسکتی۔ہمارے ائمہ میں سے علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی صاحب ہدایہ نے عورت کی امامت کومکروہ تحریمی کہاہے اورعلامہ کمال الدین بن ہمام صاحب فتح القدیر نے لکھاہے کہ یہ زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی یاخلاف اولی ہے۔

تاہم اگر کہیں کوئی عورت ،عورتوں کی امامت کرے تو وہ آگے نہ کھڑی ہو بلکہ عورتوں کی صف کے درمیان میں کھڑی ہو۔

امام ابن ہمام کا عورتوں کے لئے عورت کی امامت کو مکروہ تنزیہی قرار دینے کا سبب وہ احادیث ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں ،جن میں حضورﷺ نے ام ورقہ کو امامت کی اجازت دی اور حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے عورتوں کی امامت فرمائی۔امام ابن نجیم اور صاحب ہدایہ ودیگر فقہاء امت کا عورت کی امامت کو مکروہ تحریمی قرار دینا فقہی اصول کی بنا پر ہے، جسے ''البحر الرائق،، میں بیان کیا گیا ہے اور شاید ان ائمہ کے نزدیک وہ اجازت ام ورقہ اور بعض صحابیات کے ساتھ خاص یا ان کے نزدیک یہ منسوخ ہے۔

ہمارے عہد کے مفتیان کرام دین حکمت اور ضرورت کے تحت موقع کی مناسبت سے کی ایک موقف پر رائے دے سکتے ہیں۔(واللہ اعلم) (علامہ غلام سعیدی رحمۃاللہ علیہ تفسیر تبیان القرآن جلد،۱۰ ،ص:۳۹۳۔۹۷)

عورت کی زینت سے مراد

ولایبدین زینتھن)اپنی زیب وزینت محرموں کے علاوہ کسی کے لئے ظاہر نہ کریں !اس زینت سے مراد پوشیدہ زینت ہے کیونکہ زینت کی دوقسمیں ہیں۔زینت خفی اور زینت ظاہری۔زینت خفی جیسا کہ پازیب ،پاؤں کی مہندی، ہاتھوں کے کنگن، بالیاں، ہار وغیرہ ان چیزوں کا ظاہر کرنا جائز ہے اور نہ ہی اجنبی آدمی کے لئے ان کی طرف دیکھنا جائز ہے۔زینت سے مراد زینت کی جگہیں ہیں۔

(**الاماظھر منھا**)اس سے مراد زینت ظاہرہ ہے۔اہل علم نے اس ظاہری زینت میں اختلاف کیا ہے جس کو اللہ تعالی نے مستثنی فرمایا ہے۔سعید بن جبیر اور ضحاک کہتے ہیں اس سے مراد چہرہ اور ہتھیلیاں ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سے مراد لباس ہے اس پر دلیل اللہ تعالی کا فرمان **خذوا زینتکم عند کل مسجد** ہے۔[۳]

یہاں پر بھی زینت سے مراد لباس ہے۔حسن فرماتے ہیں اس سے مراد چہرہ اور کپڑے ہیں۔ابن عباس فرماتے ہیں۔سرمہ، انگوٹھی اور ہاتھوں پر مہندی مراد ہے۔[۴]

بناؤ سنگھار کے جواز کی صورت:

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور آپ مومن عورتوں سے فرمادیں کہ وہ (بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش وزیبائش کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے (اسی حصہ) کے جو اس میں سے خود ظاہر ہوتا ہے اور وہ اپنے سروں پر اوڑھے ہوئے دوپٹے (اور چادریں) اپنے گریبانوں اور سینوں پر (بھی) ڈالے رہا کریں اور وہ اپنے بناؤ سنگھار کو (کسی پر) ظاہر نہ کیا کریں سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپ دادا یا اپنے شوہروں کے باپ دادا کے یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی (ہم مذہب، مسلمان) عورتوں یا اپنی مملوکہ باندیوں کے یا مردوں میں سے وہ خدمت گار جو خواہش وشہوت سے خالی ہوں یا وہ بچے جو (کمسنی کے باعث ابھی) عورتوں کی پردہ والی چیزوں سے آگاہ نہیں ہوئے (یہ بھی مستثنیٰ ہیں) اور نہ (چلتے ہوئے) اپنے پاؤں (زمین پر اس طرح) مارا کریں کہ (پیروں کی جھنکار سے) ان کا وہ سنگھار معلوم ہو جائے جسے وہ (حکم شریعت سے) پوشیدہ کیے ہوئے ہیں، اور تم سب کے سب اللہ کے حضور توبہ کرو اے مومنو! تاکہ تم (ان احکام پر عمل پیرا ہو کر) فلاح پا جاؤ،،۔۵؎

معلوم ہوا عورت کی زیب وزینت، Make up، بناؤ سنگھار سارا کا سارا صرف شوہر کے لئے ہے۔اس عورت پر دوزخ کا عذاب ہوگا جو گھر شوہر کے دکھانے کے لئے کپڑے ہی نہ بدلے وہی پرانے میلے کچیلے کپڑوں کے ساتھ پھرتی رہے کہ میں کچن میں مصروف ہوں اور جب باہر جانے کا وقت آئے خواہ شادی بیاہ، شاپنگ، کسی کے گھر جانا ہو یا کوئی کلچر فنکشن ہو تو پھر نہائے دھوئے، شاندار کپڑے بھی پہنے، خوشبو بھی لگائے اور make up کرے اس انداز کے ساتھ جائے کہ فاصلے سے بھی Smell آئے۔

اب وہ کس کے لئے بناؤ سنگھار کر کے جا رہی ہے؟ جس کے لئے اللہ نے حلال کیا تھا اس کو تو سب کچھ دکھایا نہیں۔جس کے دل کو خوش کرنا تھا، جس کی محبت کو کھینچنا تھا، جس کے درمیان آپس میں مودت پیدا کرنی تھی۔زیب وزینت، بناؤ سنگھار، کپڑے، فیشن سب کچھ جائز ہے مگر گھر میں اپنے شوہر کے لئے جب عورت یہ سب اپنے خاوند کے لئے نہ کرے اور گھر سے باہر نکلتے وقت لوگوں کو دکھانے کے

لئے کرے تو یہ حرام ہے۔باہروالوں کے لئے زیب وزینت اور گھر والے کونظر انداز کرنا۔یہ فیشن عذاب آخرت کا باعث ہوگا۔

بیوی کا فرض ہے کہ اپنے خاوند کے لیے بناؤ سنگھار کرے،میک اپ اس کے لئے حلال ہے،زیور حلال ہے،بناؤ سنگھار حلال ہے،زیب وزینت حلال ہے مگر جس کے لئے حلال کیا گیا ہے اس کا دل خوش کرے۔غیروں کے لئے باہر کی مجالس کے لئے نہیں ۔بیٹیوں بہوؤں اور خواتین کو اس امر کا خیال رکھنا چاہئے۔

پلکوں،ابروؤں کا بنوانا،کٹوانا،چھیدوانا اور اکھاڑنا:

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک عورت نے حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری لڑکی دلہن بنی ہے اوراسے چیچک نکل آئی ہے جس کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں۔کیا میں اس کے بالوں کے ساتھ بال ملاکر پیوند کردوں؟ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا:بال جوڑنے اور بال جڑوانے والی پر اللہ تعالی نے لعنت کی ہے۔[٦]

علامہ علاؤالدین حصکفی لکھتے ہیں:

ایک آدمی کا اپنے بالوں کے ساتھ دوسرے آدمی کے بالوں کوملانا(پیوند کرنا)حرام ہے خواہ وہ اسی عورت کے بال ہوں یا کسی اور کے۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:اللہ تعالی نے بال ملانے والی ،ملوانے والی،گودنے والی،گدوانے والی،دانتوں کو مصنوعی طریقے سے تیز کرنے والی اور کروانے والی اور بال نوچنے والی اور نچوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔[٧]

اس مسئلے کی تفصیل علامہ غلام رسول سعیدی نے اپنی تصنیف شرح صحیح مسلم ،جلد٦،صفحہ ۴۸۱ تا ۴۸۷ پر اس طرح بیان کی ہے:۔

’’لیکن آج کل چونکہ شعبہ طب نے کافی ترقی کرلی ہے اورآدمی کے اپنے بالوں کو طبی عمل سے سر پر اگایا جاتا ہے،جسے ہیئر پلانٹیشن(Hair plantaion) کہتے ہیں۔لہذا میرے نزدیک یہ عمل جائز ہے کیونکہ ہمارے فقہاء نے عورت کے لئے اپنے گیسوؤں کے ساتھ(حلال)جانور کے بال جوڑنے کی اجازت دی ہے اورانہوں نے حدیث پاک میں بال جوڑنے کی ممانعت کواس بات پرمحمول کیا ہے کہ دوسرے انسانوں کے بالوں سے فائدہ اٹھایا جائے،،۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

اس میں کوئی حرج نہیں کہ عورت اپنے گیسوؤں کے ساتھ (حلال) جانور کے بال جوڑے۔جب حلال جانور کے بال یا رواں جوڑا جاسکتا ہے تو پاک چیز سے بنے ہوئے مصنوعی بال بھی جوڑے جاسکتے ہیں۔

اسی طرح علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

حدیث پاک میں بال نوچنے کی ممانعت شاید اس بات پر محمول ہے کہ کوئی عورت اجنبی مردوں کے سامنے اپنے آپ کو دلکش بنا کر آئے،لیکن اگر عورت کے چہرے پر اس طرح کے بال ہیں کہ جس سے اس کے شوہر کو نفرت پیدا ہوتی ہے تو اس صورت میں بال نوچنے (یا کسی پاک کیمیکل،پاؤڈر یا کریم سے صاف کرنے) کو حرام قرار دینا (حکمت دین اور فطرت سے) بعید بات ہے،کیونکہ خواتین کو تزئین کی ضرورت ہوتی ہے،،۔[8]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ پلکیں اور ابرو بنوانے کو رواج نہیں دینا چاہیے،جو کہ آج کل بہت عام ہوتا جارہا ہے۔اس کو ایک فیشن بنادیا گیا ہے۔ضرورت ہو یا نہ ہو اکثر عورتیں اس فیشن کو اپنا رہی ہیں۔جس کے لیے انہیں بیوٹی پارلرز کا رخ بھی کرنا پڑتا ہے،جو ایک تکلیف دہ عمل اور فضول خرچی کا ایک نیا راستہ بھی ہے۔اس لیے اگر پلکوں یا ابروؤں کے بال بدصورتی کا سبب نہ ہوں،تو ان کو کٹوانا،چھیدوانا یا اکھاڑنا بالکل جائز نہیں ہے۔ہاں اگر یہ بال کسی کے چہرے کی بدصورتی کا سبب بن رہے ہوں،تو اس کو اجازت ہے کہ وہ ان اضافی بالوں کو مناسب طریقے سے ختم کردے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

لاباس باخذالحاجبین وشعروجهه مالم يشبه بالمخنث

ابرو اور چہرے کے بال اکھاڑنے میں کوئی حرج نہیں،جب تک کہ ہیجڑوں سے مشابہت نہ ہو۔

کس طرح کا عبایا اور برقعہ پہنا جائے:

عورت کے لئے چہرہ،ہاتھ،اور پاؤں کے علاوہ سارا جسم چھپانا لازمی ہے۔اب وہ کس طرح چھپایا جائے اس کے لیے کوئی مخصوص لباس نہیں ہے۔کیونکہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔پوری دنیا کے کونے کونے میں قیامت تک قائم رہنے والا ہے،اس لیے کوئی پابندی نہیں لگائی گئی کہ

فلاں کپڑا اور فلاں فلاں ڈیزائن ہی پہننا ضروری ہے کیونکہ علاقے ،رسم ورواج اور گرمی سردی کی وجہ سے ہرایک کی ضرورت مختلف ہوسکتی ہے۔کشمیر،مری،انگلینڈ،امریکہ،اورآسٹریلیامیں رہنے والے ایک جیسالباس نہیں پہن سکتے ہیں،لیکن اسلام نے یہ بتادیا کہ لباس ایساہوناچاہئے جس میں پردہ ہو،گرمی سردی سے بچائے اورستر کی حفاظت کرے۔ایساعبایایابرقعہ جواعضائے انسانی چھپانے کی بجائے واضح کرے،قطعاً برقعہ یاعبایا کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔

پوشیدہ زینت ظاہر کرنے کا حکم:

جب فتنے اورشہوت کا خوف نہ ہوتوبوقت حاجت وضرورت عورت کی ظاہری زینت کی طرف دیکھنا جائز ہے اوراگرشہوت کا خوف ہوتونظریں نیچی رکھنے کا حکم ہے۔اتنی مقدار میں عورت کورخصت دی گئی ہے کہ یہ چیزیں عورت اپنے بدن سے ظاہرکرسکتی ہے۔ان چیزوں کونماز میں چھپانے کا حکم بھی نہیں ہے۔ان اعضاء کے علاوہ عورت کا سارابدن عورت ہے اوراس کا چھپانافرض ہے۔(**ولیضربن بخمرھن**)چاہئے کہ اپنے دوپٹوں کو(**علی جیوبھن**)اپنے سینوں پرڈال لیں تاکہ اس کے ساتھ ان کے بال سینہ،گردن اوربالیاں چھپ جائیں۔جب **ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن** کا حکم نازل ہواتوانہوں نے اپنی چادریں پھاڑیں اوران کواوڑھنیاں بنالیا(**ولایبدین زینتھن**)یعنی جومخفی زینت ہے اس کا ظاہرکرنانماز میں جائز ہے اورنہ ہی غیرمحرم کے سامنے۔چہرے،پاؤں اورہتھیلیوں کے علاوہ باقی سب پوشیدہ زینت ہے۔

(**الالبعولتھن**)ابن عباس اورمقاتل فرماتے ہیں اپنی چادراوراوڑھنیاں صرف اپنے خاوند کے لئے اتارسکتی ہیں۔[9]

مرداورعورت کا شادی سے پہلے ایک دوسرے کودیکھنا:

فرمان الٰہی ہے:**فانکحوا ماطاب لکم من النسآء**،،اپنی پسند کی عورتوں سے نکاح کرو،،۔[10]

یہ پسند دوطرفہ ہوگی،لڑکے کی طرف سے بھی اورلڑکی کی طرف سے بھی،کسی پراس کی مرضی کے خلاف کوئی فیصلہ مسلط نہیں کیا جاسکتا۔

اللہ تبارک وتعالی نے ایک اورمقام پرشادی کا مقصد بیان فرمایا:

ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجالتسکنواالیھاوجعل بینکم مودۃورحمۃان

فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون ٥

''اور یہ (بھی) اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے پیدا کیے تاکہ تم ان کی طرف سکون پاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی، بے شک اس (نظام تخلیق) میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غوروفکر کرتے ہیں،،۔[11]

اس ضمن میں چند احادیث درج ذیل ہیں:

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو پیغام نکاح دے اگر اس کی ان خوبیوں کو دیکھ سکتا ہو جو اسے نکاح پر مائل کریں، تو ضرور ایسا کرے۔ حضرت جابر کا بیان ہے کہ میں نے ایک لڑکی کو پیغام دیا اور چھپ کر اسے دیکھ لیا یہاں تک کہ میں نے اس کی وہ خوبی بھی دیکھی جس نے مجھے نکاح کی جانب راغب کیا لہذا میں نے اس کے ساتھ نکاح کرلیا،،۔[12]

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جاؤ اسے دیکھ لو کیونکہ اس سے شاید اللہ تعالی تمہارے دلوں میں محبت پیدا کردے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا، پھر اس سے نکاح کرلیا، بعد میں حضور نبی اکرم ﷺ سے انہوں نے اپنی بیوی کی موافقت اور عمدہ تعلق کا ذکر کیا۔،،[13]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیوہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری لڑکی (بالغہ) کا نکاح بھی اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کنواری کی اجازت کیسے معلوم ہوتی ہے؟ فرمایا اگر پوچھنے پر وہ خاموش ہوجائے تو یہ بھی اجازت ہے۔،،[14]

مذکورہ بالا تصریحات کی روشنی میں لڑکے اور لڑکی کی پسند کا خیال رکھنا والدین پر لازم ہے ان کی مرضی کے خلاف شادی مسلط نہیں کی جانی چاہئے۔ اسلام کی رو سے لڑکے کے لیے لڑکی کو دیکھنا اور لڑکی کے لیے لڑکے کو دیکھنے کی اجازت ہے۔ اگر دیکھ کر جاننے کی کوشش کریں گے تو پھر حدود عبور ہوتی ہیں۔ جہاں Limit Cross ہونے کا ڈر ہو، وہاں سے بچنا بہتری ہے۔ شادی سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھنا بھالنا مغربی دنیا سے زیادہ تو کوئی نہیں کرتا۔ شادی سے پہلے وہ سال دو سال دوست رہتے ہیں۔ جب ایک دوسرے کو اچھی طرح دیکھ اور سمجھ لیتے ہیں، تو پھر شادی کرتے ہیں۔ اس کے

باوجود سب سے زیادہ طلاقیں اور علیحدگیاں مغربی دنیامیں ہی ہوتی ہیں۔آپ کوسو(۱۰۰)میں سے دو(۲)جوڑے ہی ایسے نظرآئیں گے جو بڑھاپے تک اکٹھے رہ رہے ہوں۔

ہمارے ہاں دو طبقے ہیں،ایک والدین کا ہے جولڑکے لڑکی کی رائے لیناپسند ہی نہیں کرتا۔دوسری طرف اولادکاایک ایساطبقہ ہے جووالدین کی رائے لیناپسندنہیں کرتا۔وہ شادی سے پہلے ہی کبھی شاپنگ کے لیے جارہے ہیں اورکبھی سیروتفریح کے لیے کئی کئی دن رات گھرسے غائب رہتے ہیں۔والدین کوپوچھنے کی جرات تک نہیں ۔لیکن یہ دونوں انتہائیں ہیں،اسلام ان دونوں کوپسندنہیں کرتا۔آسان اوربہترین حل یہ ہے کہ دونوں خاندان ایک دوسرے کوکھانے پرمدعوکریں،اس طرح لڑکالڑکی ایک دوسرے کودیکھ بھی لیں گے اورکوئی خرابی بھی پیدانہیں ہوگی۔مگرافسوس ایسابہت کم لوگ ہی کرتے ہیں۔اللہ ہدایت عطافرمائے!

(اوابآئھن اوابآء بعولتھن اوابنآئھن اوابنآء بعولتھن اواخوانھن اوبنی اخوانھن اوبنی اخواتھن)

ان تمام کے لئے عورت کے باطنی زینت کی طرف نظرکرناجائز ہے لیکن وہ حصہ جوناف سے لے کرگھٹنوں تک ہے اس کی طرف دیکھناجائزنہیں۔خاوند کے لئے بیوی کے سارے بدن کوشرمگاہ کے علاوہ دیکھناجائز ہے کہ خاوند کے لئے اس کی طرف دیکھنامکروہ (ناپسندیدہ)ہے۔

(اونسآئھن)عورت کے لئے دوسری عورت کے ناف سے لے کرگھٹنے تک کے حصہ کےعلاوہ اس کے باقی بدن کی طرف دیکھنا(بضرورت)جائز ہے جیسا کہ محرم مردکاحکم ہے یہ اس وقت جائز ہے جب عورت مسلمان ہو۔لیکن اگرغیرمسلم عورت ہوتواس کے آگے مسلمان عورت کااپنابدن ظاہرکرناجائز ہے یانہیں اس میں اہل علم کااختلاف ہے۔بعض نے کہاکہ جس طرح مسلمان عورت کے سامنے مسلمان عورت کااپنابدن ظاہرکرناجائز ہے اسی طرح غیرمسلمہ کے آگے بھی اپنا بدن ظاہرکرناجائز ہے کیونکہ وہ بھی عورت ہے۔

جبکہ دیگرعلماء نے فرمایا کہ مسلمان عورت کے لئے اپنابدن کافرہ کے سامنے ظاہرکرناجائزنہیں کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایااونسآئھن اورکافرہ ہماری عورتوں میں سے نہیں ہیں۔کیونکہ وہ دین میں اجنبیہ ہے لہذا یہ اجنبی مردسے بھی دورہوگی۔

حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کوخط لکھا کہ اہل کتاب کی عورتوں کومسلمان عورتوں کے ساتھ

حمام میں داخل ہونے سے منع کیا جائے۔15

(اومـا ملکت ایمانھن)علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ غلام عورت کے لئے محرم ہے لہذا اگر غلام نیک ہو تو وہ عورت کے پاس آ سکتا ہے اور محارم کی طرح ناف سے لے کر گھٹنوں کے علاوہ اس کے باقی بدن کی طرف نظر بھی کرسکتا ہے قرآن پاک کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے یہی حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس غلام کے ساتھ حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لائے جو آپ ﷺ نے انہیں ہبہ کیا تھا حضرت فاطمہ کے اوپر ایک کپڑا تھا جب آپ اسے سر پر ڈالتیں تو پاؤں نہیں ڈھانپے جاتے تھے جب آپ پاؤں ڈھانپتیں تو سر نہیں ڈھانپا جاتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی پریشانی دیکھی تو فرمایا اے فاطمہ اتنے اہتمام کی ضرورت نہیں ہے تیرا غلام اور تیرے والد تیرے پاس آئے ہیں۔16

بعض علماء نے فرمایا غلام عورت کے لئے اجنبی کی طرح ہے سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے فرماتے ہیں کہ **اوماملکت ایمانھن** سے مراد لونڈیاں ہیں غلام نہیں ہیں۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ **اونسـائھـن اومـا ملکت ایمانھن** کا معنی ہے کہ کسی مسلمان عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکہ عورت کے سامنے لباس اتارے لیکن جب مشرکہ لونڈی ہو تو اسکے سامنے زینت ظاہر کرنا جائز ہے۔

لونڈی سے بلا نکاح مباشرت کا مسئلہ:

عام طور سے لوگ یہ سوال کرتے ہی کہ بغیر نکاح کے لونڈیوں سے مباشرت کرنا ایک غیر اخلاقی فعل ہے حالانکہ اسلام میں اس کو روا رکھا گیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ نکاح کے بعد بیوی سے مباشرت کرنا اور ان کے جسم پر خواہی نخواہی مالکانہ تصرف کرنا کیونکر اخلاقی فعل ہو گیا؟

نکاح کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مسلمان گواہوں کے سامنے ایک عورت خود یا اس کا وکیل کہے کہ میں اس شخص کے ساتھ اتنے مہر کے عوض خود کو یا اپنی موکلہ کو نکاح دیتا ہوں اور مرد کہے میں نے قبول کیا اور امام مالک کے نزدیک گواہوں کا ہونا بھی شرط نہیں ہے کسی مجمع عام میں ایجاب وقبول کرلیا جائے تو نکاح

ہوجاتا ہے آخرایجاب وقبول کے ان کلمات میں کیا تاثیر ہے کہ ایک عورت بالکلیہ مرد پر حلال ہوجاتی ہے؟

اصل واقعہ یہ ہے کہ محض ایجاب وقبول سے عورت مرد پر حلال نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے حلال ہوتی ہے اوراللہ تعالی نے نکاح کی اس خاص صورت میں عورتوں کومردوں پر حلال کردیا ہے ورنہ تنہائی میں اگرعورت اورمردایجاب وقبول کے یہی کلمات کہہ لیں تو وہ ایک دوسرے پر حلال نہیں ہیں، بلکہ نکاح کے بعد بھی بیوی کے ساتھ مباشرت کرنا مطلقا حلال نہیں ہے۔حیض اورنفاس کے ایام میں اللہ تعالی نے اس کو بیوی سے مباشرت کی اجازت نہیں دی اس لئے ان ایام میں بیوی سے مباشرت کرنا مرد کے لئے جائز نہیں ہے،اس سے واضح ہوگیا کہ عورت کے مرد پر حلال ہونے کا سبب نکاح نہیں ہے اللہ تعالی کی اجازت ہے ،اگراللہ تعالی نکاح کی صورت میں اجازت دے تو بیویاں شوہروں پر حلال ہوجاتی ہیں اوراگراللہ تعالی ملک یمین کی صورت میں اجازت دے تو باندیاں مالکوں پر حلال ہوجاتی ہیں جس طرح اللہ تعالی کی اجازت کے بعد وہ قابل اعتراض نہیں اسی طرح اللہ تعالی کی اجازت کے بعد یہ بھی قابل اعتراض نہیں ہے۔اب ہم آپ کے سامنے وہ آیت پیش کرتے ہیں جس میں اللہ تعالی نے باندیوں کو مالکوں پر حلال کردیا ہے بشرطیکہ اس کا باندی ہونا شرطا صحیح ہو اللہ تعالی فرماتا ہے:

اگرتم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم ایک سے زیادہ بیویوں میں عدل نہیں کرسکو گے تو ایک بیوی پر قناعت کرو یا اپنی باندیوں پر اکتفاء کرو۔[۷۱]

اس کے علاوہ قرآن مجید میں اوربھی بہت سی آیات ہیں جن میں باندیوں کے ساتھ مباشرت کی اجازت دی گئی ہے اب صرف ایک بات رہ جاتی ہے کہ عقد نکاح میں عورت اپنے اختیار سے یہ عقد کرتی ہے جب کہ جب باندی کو ہبہ کیا جاتا ہے یا اس کو فروخت کیا جاتا ہے تو اس میں اس کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔اس کا ایک جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کی پاداش میں بہ طور سزا اس کا یہ اختیار سلب کرلیا گیا۔دوسرا جواب یہ ہے کہ جب سے دنیا میں لونڈی اورغلام بنانے کا رواج ہوا لونڈیوں کے ساتھ یہی معاملہ روا رکھا گیا ہے اس لئے اگر کافر مسلمانوں کے ساتھ یہ معاملہ کریں تو ان کے ساتھ بھی عمل مکافات کے طور پر یہی معاملہ روا رکھا گیا،لیکن جو شخص کسی باندی کے ساتھ مباشرت کرتا ہے اوراس سے اولاد ہوجاتی ہے تو وہ اس کی حقیقی اولاد اوراس کی وارث ہوتی ہے

اوروہ باندی ام ولد ہوجاتی ہے اوراس شخص کے مرنے کے بعدوہ آزادہوجاتی ہے اسلام نے غلامی کی رواج کوختم کرنے کے لئے بہت اقدامات کئے ہیں اورغلاموں کوآزادکرنے کے لئے بہت بشارتیں دی ہیں۔۱۸

(اوالتبعین غیراولی الاربعة من الرجال)اربة اورارب کامعنی حاجت ،خواہش ہے ،اوالتابعین غیراولی الاربة سےمرادوہ لوگ ہیں جوقوم کی اتباع کرتے ہیں تاکہ قوم کا بچاکھچامال انہیں مل جائے ان کامقصودصرف یہی چیز ہواورعورتوں کی خواہش بھی نہ رکھتے ہوں۔مجاہدعکرمہ اورشعبی کابھی یہی قول ہے۔ابن عباس فرماتے ہیں اس سے مرادعنین(نامرد)احمق ہے۔حسن فرماتے ہیں تابعین سے مرادایسے مردہیں جن کاذکرمنتشرنہ ہوتاہو،وہ جماع پرقادرہوں اورنہ ہی عورتوں کی خواہش رکھتے ہوں۔سعیدبن جبیرفرماتے ہیں اس سے مرادنیم پاگل ہے۔عکرمہ نے اس سے مرادمجبوب(ذکرکٹاہوا)لیاہے۔بعض علماء کہتے ہیں اس سے مرادمخنث ہے۔مقاتل کاکہنا ہے کہ اس سے مرادبوڑھا،نامرد،خصی اورذکرکٹاہواشخص ہے۔۱۹

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک ہیجڑاتھاجوحضورﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس آتاتھااوروہ اس کوغیراولی الاربة میں شمارکرتے تھے۔ایک مرتبہ نبی کریمﷺتشریف لائے وہ ازواج مطہرات میں سے ایک زوجہ محترمہ کے پاس بیٹھاہواایک عورت کےمتعلق باتیں کررہاتھاکہ وہ عورت جب آتی ہے توچارکے ساتھ آتی ہے اورجب لوٹتی ہے توآٹھ کے ساتھ لوٹتی ہے نبی کریمﷺ نے فرمایامیں نہیں جانتاتھاکہ یہ ان باتوں کوپہچانتاہے یہ آئندہ تمہارے پاس نہ آئے !پھرازواج مطہرات نے اس سے پردہ کرناشروع کردیا۔۲۰

(اوالطفل الذین لم یظهرواعلی عورت النسآء)طفل سے مراداطفال ہیں یہ مفرداورجمع دونوں طرح مستعمل ہے معنی یہ ہے کہ وہ بچے جن کوعورتوں کی پوشیدہ باتوں کی خبرنہیں ۔بعض نے کہاہے اس کامعنی ہے کہ جوعورتوں کی باتوں کاشعورنہیں رکھتے بعض نے کہاہے کہ جوابھی حدشہوت کونہ پہنچے ہوں۔

(ولایضربن بارجلهن مایخفین من زینتهن)عورت جب چلتی تھی تواپنے پاؤں زمین پرمارتی تھی تاکہ اس کے پازیب کی جھنکارسنی جائے یااس کاپازیب ظاہرہوجائے،اس فعل سے وہ منع کی گئی۔(جب عورت کے لئے جائزنہیں تومردکے لئے پازیب بطریق اولی جائزنہیں ہے۔بعض لوگ بابابلھے

شاہ صاحب کا حوالہ دیتے ہیں کہ گھنگرو پہنتے تھے،اس کا جواب یہ ہے کہ بالفرض اگر یہ ثابت بھی ہوجائے تو شاہ صاحب مجذوب تھے اور مجذوب مرفوع القلم ہوتے ہیں۔شریعت سے متصادم افعال میں کسی کی پیروی کرنا جائز نہیں ہے)

عورت کا غیر محرم کے ساتھ مشترکہ خاندان میں رہنا:

ہمارے ہاں مشترکہ خاندانی نظام (joint family) میں جہاں بہت سی خوبیاں ہیں وہاں ایک خامی یہ ہے کہ شرعی حجاب،غیر محرم مرد سے اجتناب اور دونوں کے مابین خلوت سے کامل اجتناب کا اہتمام نہیں کیا جاتا ہے،بشری کمزوریوں کے تحت بعض اوقات اس صورت حال سے مفاسد جنم لیتے ہیں شرعی احتیاط کا تقاضا تو یہ ہے کہ حقیقی بھائی (جسے عینی بھی کہا جاتا ہے) کی بیوی بھی اگر اپنے دیور یا جیٹھ کے ساتھ بعض مجبوریوں کے تحت ایک ہی مکان میں رہ رہی ہو،جسے عربی میں دار یا ہمارے ہاں عرف میں حویلی کہتے ہیں،اس میں اس خاتون کا یونٹ یا حجرہ الگ ہونا چاہیے،جس میں غیر محرم لوگوں کے بے تکلف آنے جانے پر پابندی ہو اور گھریلو کام کاج اور ضروریات کے لئے جب وہ خاتون اپنے ''بیت سکنی،،یا حجرے سے باہر آئے تو ستر و حجاب کے شرعی حکم کا مکمل اہتمام کرے،ضرورت کی حد تک بات کرے بے تکلف میل جول،خوش گپیاں اور آمنے سامنے آنے سے اجتناب کرے۔

(وتوبوا الی اللہ جمیعا)اللہ تعالی کے اوامر اور نواہی میں جو کوتاہی واقع ہوئی ہے۔بعض علماء فرماتے ہیں توبوا الی اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اس سورۃ پاک میں جو آداب معاشرت سکھائے گئے ہیں ان کی اطاعت کرو!

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا اے لوگو!اپنے رب کی بارگاہ میں توبہ کرو میں ہر روز اپنے رب کی بارگاہ میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

دوسری حدیث بھی ابن عمر سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم مجلس میں رسول اللہ ﷺ کا استغفار شمار کرتے تھے آپ سو مرتبہ اس طرح استغفار کرتے تھے۔رب اغفرلی وتب علی انک انت التواب الرحیم۔